TEACHER OF ISLAM AND QUALITIES OF HIS TEACHINGS

معلم اسلام ﷺ اور ان کی تعلیمات کے معیارات

اعجاز علی سوڈھر ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامک کلچر سندھ یونیورسٹی جامشورو
ڈاکٹر حافظ زین العابدین سوڈھر ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف لینگئیجز، سندھ یونیورسٹی جامشورو
علي انور شیخ انسٹیٹیوٹ آف لینگئیجز سندھ یونیورسٹی جامشورو

ABSTRACT: *There were many great teachers in the world. Prophets and founders of other religions and philosophers have also been passed. The teacher of Islam Hazrat Muhammad started a successful campaign as a teacher. He devoted his whole life to generalizing the commands of Almighty Allah and the teachings of Islam. The Holy Prophet as a teacher was the highest and most favorable. He was also the greatest of humanity. He taught Islamic teachings with words along with his own practical model. The quality of the Prophet's education was higher than the standard of education of the rest. Some of the features of the Prophet's teaching have been tried to show in this article.*

KEYWORDS: *Teaching, Practical model, Quality, Standard, Commands.*

انبیاء کرام علیہم السلام انسانیت کے سب سے بڑے معمار رہے ہیں۔ ہر نبی اپنے دور کا بڑا معمار رہا ہے۔ انسانوں کو اصلی علوم سے آشنا کرنے والی ہستی نبی ہی کی ہوا کرتی ہے۔ نبوت نے انسانیت کو جن بھی تعلیمات سے نوازہ وہ تعلیمات فرمانِ الٰہی پر مبنی ہوا کرتی ہیں۔ اس مقدس معلموں کی فہرست ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش[1] ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ ہمارے آقا ﷺ دنیا کے سب سے بڑے حقیقی اور سچے معلم تھے۔ آپ ﷺ کی تعلیم احکام ربانی، عقلی دلائل، اخلاقیات سے بھرپور، حکمت اور فطرت جیسی صفات سے سجی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیم کلام اللہ کی گہرائی اور رموز کو سمجھانے اور حکمت سے بھرپور ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے حکماء اور دانا لوگ پیدا ہوئے۔ کچھ تو ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے لوگوں کو تعلیم دی اور صدیوں تک وہ لوگوں کے دلوں میں زندہ رہے ہیں۔ دنیا ان کے گن گاتی رہی ہے، مگر انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات میں سب سے اہم بات ان کا قول کے ساتھ عمل بھی ہوتا ہے اور ہمارے آقا ﷺ کی تعلیمات کا مقام اپنی جگہ مگر آپ ﷺ کا عمل بھی امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔ آپ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی زندگی کے مقدس اور پاکیزہ کارنامے، آپ ﷺ کا عمل اور آپ ﷺ کے فیض کے بھی پاکیزہ اثرات ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ کی تعلیمات وہی ہیں جو آپ ﷺ کا عمل تھا۔ جو آپ ﷺ کے منہ مبارک پر تھا وہی آپ ﷺ کے قلب مبارک میں تھا۔ مطلب آپ ﷺ جو فرماتے تھے وہ کرتے بھی تھے۔ یہی اصل وجہ تھی جس کی بدولت آپ ﷺ کی تعلیم اور صحبت کا اثر خوشبو بن کر آپ ﷺ کے ہم نشینوں کو بھی مہکا دیتا تھا۔

معلم اسلام ﷺ کی بعثت سے پہلے انسانیت تباہی کے دہانے پر کھڑی تھی۔ اپنے آخری سانس لے رہی تھی۔ جہالت کے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اپنے خالق کی تعلیمات سے خالی تھی۔ اپنے مالک سے بھی انجان تھی۔ طاقت کے بل بوتے پر انسانیت کو تذلیل کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔ صرف انااور مفاد ہی مد نظر تھا۔ معلم اسلام ﷺ کی آمد سے انسانیت پھر سے جی اٹھی اور قیامت تک کی ابدی حیات حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ معلم اسلام ﷺ نے انسانیت کو وہ درس دیا جس کی بدولت دنیاوآخرت دونوں کی کامیابی وکامرانی کو آسان طریقے سے حاصل کر سکتی ہے۔ آپ کی تعلیمات کو جس بھی ترازو میں تولا جائے یا جس بھی پیمانے سے ناپا جائے ہر لحاظ سے اس کو کامل ہی پایا جائیگا۔

دنیا میں سقراط، ارسطو، افلاطون اور دوسرے بھی بڑے بڑے دانا اور فلاسفر حضرات گزرے ہیں۔ ان حضرات کے اخلاقیات اور اعمال کو پڑھ کر کوئی ایک شخص بھی صاحب اخلاق نہ بن سکا ہوگا۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی مقدس تعلیمات اور اعمال کی بدولت متبعین حضرات بڑے بڑے درجے حاصل کر چکے ہیں۔ حضرت موسی علیہ السلام کی تعلیمات واعمال، حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات واعمال اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی تعلیم اور تلقین سے قوموں کی قومیں اپنا کردار، اخلاق اور زندگیاں بدل چکے ہیں۔ ہمارے آقا ﷺ کی شانِ معلمیت سب سے نرالی رہی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور اعمال کرہ ارض پر ایسی پھیلی کے آج بھی دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی کسی کے اندر حسن اخلاق کی کوئی کرن چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے تو وہ بھی کسی نہ کسی طریقے سے آپ ﷺ ہی کی تعلیمات اور اعمال کے اثر کا نتیجہ ہے۔ ہمارے آقا ﷺ کی تعلیمات کے معیار کا مقابلہ دنیا کے کسی بھی معلم کی تعلیمات نہیں کرسکتی۔

نبوت کے کاموں میں سے اہم کام اور سبب الہی علوم کو متعارف کرانا ہے۔ اس تعلیم کے بغیر حق و باطل میں کوئی تمیز نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کبھی کسی کی بھی روحانی زندگی کی کوئی بنیاد قائم ہوسکتی ہے۔[2] اس لئے ہمارے نبی کریم ﷺ تھے تو امی مطلب کے آپ لکھنا اور پڑھنا جانتے ہی نہ تھے مگر دنیا کے سب سے بڑے معلم بنے۔ علم الہی کے سب سے بڑے معلم ہماری نبی کریم ﷺ کی ہی ذات ٹھہری۔ خود نبوت کی مبارک زبان سے نکلا کہ انما بعثت معلماً، میں ایک معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ فرمایا: وَاللَّهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ۔[3] اللہ ہی دینے والا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں تو کتاب کی تعلیم دیتا ہوں۔ حکمت کی باتیں سکھاتا ہوں۔ نبوت کا اہم سبب انسانیت کو الہی علوم کی روشنی سے سرفراز کرنا ہی تھا۔

معلم اسلام ﷺ کے اندر اللہ رب العزت کی طرف سے ودیعت کردہ اوصاف اور خوبیوں کو دیکھا جائے تو سب اکمل درجے کی اس ذات کے اندر پائی جاتی ہیں۔ نبوت کا اختتام بھی معلم اسلام ﷺ پر ہی ہوا۔ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص اوقات اور مخصوص علاقوں کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ نبوت کا بار جب ان منتخب شخصیات پر پڑا تو تکالیف بھی اس درجے کی برداشت

کرناپڑیں۔ جتنی بڑی ذمیواری تھی تو بدلے میں مخالفوں کی طرف سے اتنے بڑے درد اور تکالیف ان کے حصے میں آئیں۔ معلم اسلام ﷺ کی نبوت قیامت تک باقی رہنی ہے اور پوری کائنات کے لئے نبی بنا کر مبعوث فرمایا گیا، تو تکالیف بھی اسی درجے کی حصے میں آئیں۔ معلم اسلام ﷺ کی استقامت بھی قابل تعریف رہی۔ اپنوں نے مخالفت شروع کی۔ ہر طرح کی تکالیف اور ایذاء پہچانے لگے۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا، بہتان لگائے گئے، چاہنے والوں کو بھی ستایا گیا۔ مطلب کہ جوان لوگوں سے بن پڑا انہوں نے ہر حربہ استعمال کیا، حتی کہ اس مقدس ہستی کو اپنے وطن سے بے دخل ہونا پڑا مگر یہ ہستی انسانیت کی سب سے بڑی محسن ہستی تھی، تو اس لحاظ سے سب کچھ برداشت کرتی رہی اور اپنے مشن کی تکمیل کی دھن میں مگن رہی۔

معلم اسلام ﷺ اور ان کے شاگرد

ہر معلم کی پہچان اس کے شاگرد ہی ہوا کرتے ہیں۔ شاگردوں کو دیکھ کر ان کے معلم کے کردار اور درجے کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ معلم کی شانِ رفعت شاگردوں میں جھلکتی ہوئی دکھتی ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کے شاگردان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ انہوں نے دنیا کے اندر ایسی مثال پیش کی کہ انسانیت کے لئے عمل میں حجت بن گئے۔ ان کی زندگی بعد کے لوگوں کے لئے مشعل راہ بن گئی۔ ہر ایک صحابی سے تعلیماتِ رسول ﷺ عیاں جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔[4] آقا ﷺ نے خود اپنے شاگردوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا:

وَعَن عمر بن الْخطاب قَالَ: "سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَأَلْتُ رَبِّي عَنِ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُورٌ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هُدًى قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ»."[5]

ترجمہ: "حضرت عمر فاروق نے بیان فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے بعد اپنے صحابہ کے درمیان اختلاف کے متعلق اپنے رب سے پوچھا تو میرے رب نے میری طرف یہ وحی فرمائی: اے میرے نبی! میرے نزدیک آپ کے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے کچھ ایک دوسرے سے زیادہ قوی ہیں اور ہر ایک ستارے کی اپنی روشنی ہے۔ اب ان کے درمیان جو اختلاف ہے جس پر یہ لوگ قائم ہیں کوئی شخص بھی عمل کریگا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم لوگ ان میں سے جس بھی صحابی کی اقتدا کروگے تو ہدایت کو پالوگے"۔

یعنی اپنے شاگردوں کی زندگیوں اور اعمال پر معلم ﷺ کو اتنا اعتماد تھا کہ ان میں سے کسی بھی شاگرد کی اتباع کو کامیابی قرار دیا۔ یہ ہوتی ہے کامیاب معلم کی شان کہ وہ اپنے شاگردوں کے بارے میں کلی اعتماد رکھتا ہو۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی

شاگردوں پر اعتماد اللہ رب العزت نے بھی ظاہر فرمادیا۔ اب اس سے بڑھ کر ان حضرات کی دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ شاگرد بھی ایسے رہے کہ انہوں نے اپنی زندگیوں کو حاصل کردہ تعلیمات کا عملی نمونہ بنا ڈالا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر نظر ڈالی جاتی ہے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ صرف تقریر کے ذریعے نہیں بلکہ عمل کے ذریعے بھی اپنے معلم ﷺ کی تعلیمات کی تبلیغ کرتے رہے۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ کامیاب ترین معلم کی حیثیت سے اپنی زندگی صرف کر چکے ہیں اور ان کے شاگردوں نے بھی آپ کی تعلیمات کو جب آگے منتقل کیا تو اپنے عمل سے ان کو سکھایا۔ شاگردوں کے شاگرد بھی ایسے ہی نکلے کہ انہوں نے اپنے استادوں کے استاد ﷺ کی زندگی کے ہر ایک پہلو کو ایسا محفوظ کر دیا کہ رہتی دنیا تک کے لوگوں کے سامنے اس عظیم معلم ﷺ کی زندگی کا ہر ایک پہلو صاف اور سامنے ایسے رہے گا گویا کل ہی کی بات ہے۔[6] شاگردوں کے شاگردوں نے بھی اپنی پوری کی پوری زندگیاں محسن انسانیت ﷺ کی زندگی اور تعلیمات کو محفوظ کرنے میں صرف کر دیں۔[7] اس عظیم محسن انسانیت اور معلم ﷺ کی تعلیمات اور زندگی کے مندرجہ ذیل معیار پائے جاتے ہیں جو آپ ﷺ کی رفعتِ شان کی بھی کھلی گواہی ہیں۔

معلم اسلام ﷺ نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی، ان کی قابلیتوں کو نکھارا، ان کو کامل انسان بنایا۔ آپ ﷺ سے تعلیم پا کر آپ ﷺ ہی کے ساتھ ایک جماعت کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ اس جماعت کی رہنمائی اور امامت آپ ﷺ ہی کرتے رہے۔ معلم اسلام ﷺ نے اس جماعت کو قرآن مجید کے پروگرام پر چلایا۔ یہ جماعت قرآن مجید پر عمل پیرا رہی۔ اس پروگرام میں انسانیت کی خدمت، مظلوموں کی دادرسی، ظالم کو ظلم کرنے سے باز رکھنا، انصاف دلانا اور اللہ رب العزت کے قانون کو نافذ کرنے جیسے قرآنی پروگرام شامل تھے۔ معلم اسلام ﷺ نے اپنے شاگردوں کو صاف طور پر یہ بتا دیا تھا کہ اس پروگرام کے تحت کام کرنے کے بعد اس پورے کام کا بدلہ صرف اپنے خالق سے ہی مانگنا۔ اس پروگرام پر اگر صحیح اور ٹھیک طریقے سے کام کرتے رہو گے تو کامیابی کی بشارت سن لو اور اس دنیا اور آخرت میں بھی اس کام کے فوائد ملیں گے اور اگر اس قرآنی تعلیمات کے پروگرام پر ٹھیک ٹھیک نہیں چلو گے تو اس دنیا اور آخرت میں ناکام زندگی کے لیے تم لوگوں کو خبردار کر رہا ہوں۔[8] دنیا میں ہر کام سیکھ کر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر کام کسی نہ کسی سے سیکھا جاتا ہے۔ یعنی استاد کے بنا انسان کچھ بھی سیکھ نہیں سکتا، حتی کہ اپنے جسم پر پہنے جانے والے کپڑے بھی خود کے لئے نہیں سی سکتا۔ یہ بھی کسی سے سیکھنا پڑتا ہے۔ مطلب کے ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کو بھی سیکھ کر سرانجام دیا جاتا ہے۔ معلم ایک سیڑھی کی مانند ہوتا ہے، جس کے سہارے انسان کوئی بھی منزل حاصل کر سکتا ہے۔ اسلام انسان کو اپنے خالق سے ملانا چاہتا ہے، انسان کو اپنے مالک کی طرف سے طئہ کردہ راستے پر چلانا چاہتا ہے۔ اپنے مالک کی چاہت بتانا چاہتا ہے۔ اپنے مالک کی ممنوعات سے روکتا ہے۔ مطلب کے انسان کو اپنے خالق کی پہچان اور انسان کو پیدا کرنے کی اصل وجہ بتا کر کامیابی کی طرف گامزن کرتا ہے۔ ان سب باتوں کے لئے انسان کو ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جو اس کو اس پورے پروگرام میں رہنمائی کر کے کامیابی تک پہنچائے۔ اس کے ساتھ

یہ بھی لازم تھا کہ معلم کے اندر اتنی قابلیت ہو کہ وہ اپنے شاگردوں کو منزل تک پہنچا سکے۔ ایسی خوبیوں والے معلم کا انتخاب خود خالق کائنات نے اپنی مرضی سے ہی کیا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ اس معلم کی اپنی چاہت ہوئی اور کوشش کر کے اپنی محنت سے معلم بن گیا، بلکہ یہ انتخاب خالق کی اپنی منشا تھی۔ اسلام کے معلم ﷺ کو چن کر اس کے اندر ایسی خوبیاں اور اوصاف بھی ودیعت کر دیئے جو اس پروگرام کی تکمیل میں معاون و مددگار ثابت ہوئے۔

معلم اسلام ﷺ اور ان کی تعلیمات

اللہ رب العزت نے اسلام کی تعلیمات دینے کے لئے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا انتخاب کیا۔ انتخاب کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اندر ساری خوبیاں اور اوصاف بھی ودیعت فرمادیئے۔ اپنے نبی ﷺ کو شاہد، بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دی۔ اب ان بندوں کو ایک معلم کی ضرورت تھی کہ جو ان کو یہ سیکھا سکے کہ محبت کیسے کی جائے، اس محبت کے تقاضے کیا ہیں، اس محبت میں کیا کیا کرنا پڑتا ہے، اس محبت کی اصل معراج کیا ہے، اس محبت کا کیا طریقہ ہونا چاہیے وغیرہ یہ سب باتیں سیکھانے کے لیے معلم ہی وہ ہستی ہے جو یہ سب باتیں احسن طریقہ سے سکھا سکتی ہے۔ معلم اسلام ﷺ نے بندوں کو اپنے خالق سے جوڑا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اسلامی تعلیمات کی تدریس اپنی قوم اور اپنے شہر کے لوگوں سے شروع کی۔ آہستہ آہستہ اپنے اس تعلیم سے آراستہ ہونے لگے۔ اس کے بعد اپنے ان شاگردوں کے ساتھ ملکر اسلامی تعلیمات کا دائرہ وسیع کرتے گئے۔ آپ ﷺ کی شاگردی میں اپنے یعنی قریش اور مکہ کے کچھ لوگ آئے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ کے لوگ پھر آہستہ آہستہ یہ حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ معلم اسلام ﷺ بحیثیت معلم کامیاب ترین معلم رہے۔ آپ ﷺ نے اسلامی تعلیمات کو اپنے شاگردوں میں احسن طریقے سے منتقل کیا۔ آپ ﷺ نے جو کامل انسانوں کی جماعت تیار کی، اس جماعت کی کامیابی اور ترقی کی مثال انسانیت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے اپنے شاگردوں کی تعلیم و تربیت کچھ اس طرح کی کہ وہ اپنا سب کچھ اسلامی تعلیمات اور اس کے فروغ کے لئے قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے اور اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔ انہی جان نثار شاگردوں کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج اسلامی تعلیمات دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکی ہیں۔ آپ ﷺ نے ایسے ایسے شاگرد تیار کیے جو خود اپنی ذات میں ایک پوری جماعت تھے۔[9] آپ ﷺ کے شاگرد اپنے وقت کے بڑے بڑے حقیقی فرمان روا بنے، بڑے بڑے منصف بنے، علوم کے سمندر بلکہ مہاساگر بنے۔ مطلب کے ہر شاگرد کے اندر بہت سی خوبیاں اعلی ترین درجے کی موجود تھیں۔ ایک ایک شاگرد آپ ﷺ کی پہچان بنا۔ ان شاگردوں نے خود کو فنا کر دیا تھا۔ اپنے معلم ﷺ کی ہر تعلیم اور حکم پر فدا تھے۔ اپنا سب کچھ لٹاتے رہے اور دنیا نے دیکھا کہ ان شاگردوں نے دنیا میں بھی کامیابی حاصل کی تو آخرت کی سرداری بھی انہی کے حصے میں آئی۔

معلم اسلام ﷺ کی صداقت کی دلیل

معلم اسلام ﷺ کی اپنی صداقت ایک مسلم حقیقت ہے۔ اس صداقت کے بہت سے دلائل ملتے ہیں۔ مصنفین حضرات نے اس موضوع کو منتخب کر کے بہت سی مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ آج تک اس معلّم انسانیت ﷺ کی زندگی اور کردار پر بہت سی تصانیف سامنے آچکی ہیں۔

معلم اسلام ﷺ کی زندگی اہل مکہ کے سامنے رہی۔ اس سابقہ زندگی کو سامنے رکھ کر پورا مکہ آپ ﷺ کو صادق اور امین جیسے اعلی القاب سے یاد کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی سابقہ زندگی مثالی زندگی تھی۔ لوگوں کی زبان پر آپ ﷺ کے لیے تعریفی کلمات ہی ہوا کرتے تھے۔ مرد، عورتیں، بوڑھے اور بچے سب آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور صداقت کے معترف تھے۔ معلم اسلام ﷺ نے جب الہامی دعوت کو اپنی قوم کے سامنے پیش کیا تو اللہ رب العزت کی طرف سے یہ ہدایت دی گئی کہ آپ اپنی قوم کو الہامی دعوت پیش کریں تو ان کو یہ بات بھی سامنے پیش کریں کہ: قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَ لَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۶)[10]

ترجمہ: ” آپ کہہ دو کہ: اگر اللہ تعالی چاہتا تو اس قرآن کو میں تم لوگوں کو پڑھ کر نہ سناتا اور نا ہی اللہ تعالی تم لوگوں کو اس سے واقف کرا دیتا۔ پس بیشک میں اس سے پہلے بھی تم لوگوں کے بیچ میں اپنی عمر کا ایک عرصہ گذار چکا ہوں، پھر تم لوگ عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟“

اللہ رب العزت نے یہ حکم فرمایا کہ اے میرے محبوب! تیری صداقت کے ثبوت کے لئے میری گواہی سے بڑھ کر کوئی اور چیز اہمیت ہی نہیں رکھتی مگر آپ اپنی قوم کو یہ بتائیں کہ تم لوگ ساری باتوں کو چھوڑ دو بس اس بات پر ہی غور کرو کہ میں تو تم لوگوں کے درمیان کا بندہ ہوں، کوئی نیا بندہ یا باہر سے آیا ہوا انسان نہیں۔ میرے حالات اور سارہ کردار تم لوگوں کے سامنے ہے۔ میرا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، گھومنا پھرنا، بول چال، لین دین، رویہ کردار اور اخلاق اعمال مطلب کے ساری زندگی ہی تم لوگوں کے سامنے ہے۔ میں تم لوگوں کے سامنے ایک کھلی کتاب ہوں۔ تم لوگ اس کے گواہ ہو۔ میری عمر کا یہ سابق عرصہ میری سچائی، ایمانداری، رواداری، صلہ رحمی، امانت اور دیانت وغیرہ جیسے عمدہ اخلاق سے بھرپور ہے، جو تم لوگوں نے میرے اندر دیکھے ہیں۔ کوئی بری بات یا برا کردار تم لوگوں نے میرے اندر نہیں دیکھا۔ میں نے ہمیشہ سے سچی بات ہی کی ہے۔ میرے اس کردار کی وجہ سے تم لوگوں نے ہی مجھے صادق بھی کہا اور امین بھی کہا۔ صرف کہنے کی حد تک نہیں بلکہ امین اور صادق تم لوگوں نے میرا لقب بنا ڈالا ہے۔ میں تم لوگوں کے درمیان صادق اور امین کے لقب سے ہی جانا جاتا ہوں۔ تم لوگوں نے خود دیکھا ہے کہ میری سابقہ زندگی میں کبھی مجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ میں کسی بھی انسانی معاملے میں جھوٹ سے کام لوں۔ تو اب یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں خالق کائنات پر کوئی تہمت یا بہتان باندھنے لگوں یا

اپنے مالک پر جھوٹ بولنے لگوں؟ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں یہ جھوٹ بولوں کہ مجھ پر میرے خالق کا کلام نازل ہوتا ہے۔ تو اب تم لوگ اپنی عقل کو استعمال کیوں نہیں کرتے؟ جب کہ میری بات کی صداقت آپ لوگوں کے سامنے بالکل واضح ہے۔

معلم اسلام ﷺ کی ان باتوں کو سامنے رکھ کر اہل عقل اور ذی شعور لوگ یہ بات تو بخوبی سمجھ رہے تھے کہ انسانی عمر کے شروعاتی چالیس برس بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس عرصے میں انسان کے اخلاق اور کردار کی خامیاں اور خوبیاں ابھر کر سامنے آجاتی ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ انسانی عادات ابھر کر سامنے آجاتی ہیں۔ وہ عادات اس عمر کے پہنچنے تک پختہ ہو جاتی ہیں۔ انسان کی خامیاں یا خوبیاں لوگوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ اس معلم اسلام کی چالیس سال تک کی زندگی تو ہمارے سامنے رہی۔ اتنے عرصے تک تو ہم نے اس کو صادق اور امین ہی پایا۔ اب یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ چالیس سالوں کے بعد وہ یکدم سے اتنا بڑا کذاب بن جائے یا اتنا بڑا بہتان باندھنے لگے اور جھوٹ بھی کسی عام چیز کا نہیں بلکہ خالق کائنات کے کلام کے نازل ہونے کا۔ خود کو اس کا رسول ماننے کا۔ وہ خالق جس کی عظمت کا وہ خود ہی اعتراف کرتا ہے، خود ہی جس کو اپنی ہر چیز حتی کہ اپنی جان کا بھی مالک مانتا ہے، جس کے غصے اور قہر سے ہر وقت خود بھی ڈرتا ہے اور دوسروں کو بھی ڈراتا ہے، ہر وقت اور ہر معاملے میں اس مالک کی رضا کو ہی ملحوظ رکھتا ہے، دن ہو یا رات اس مالک کی عبادت میں مشغول ہی رہتا ہے، ہر عمل کرنے کے بعد اس کی کمیوں اور کوتاہیوں کی بھی اس مالک سے معافی مانگ رہا ہوتا ہے۔ اس مالک کی ہی باتیں اور ذکر ہر وقت اپنی زبان پر رکھتا ہے۔ ہماری عقل تو اس بات کو مان ہی نہیں سکتی کہ وہ کوئی بہتان باندھ رہا ہے یا کوئی جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ اپنی بات میں بالکل سچا تو ہے پر ہم لوگ کیسے اس کی بات مان کر اسی پر ایمان لائیں جس کی وہ دعوت دیتا ہے۔ ہم کیسے اپنے آباء واجداد کے دین سے متنفر ہو جائیں؟ کیسے اپنے معبودوں کا انکار کریں؟

یہ بات تو واضح ہے کہ اسلام کے اس عظیم معلم ﷺ کی صداقت کے معترف تو تقریباً سارے عرب کے لوگ تھے۔ بس اپنی انا اور اپنے آباء واجداد کے دین سے انحراف اور اپنے آپ کو اس کے ماتحت کرنے کی وجہ سے ایمان نہیں لا رہے تھے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کبھی بھی کسی بھی انسان نے آپ ﷺ کو جھوٹ بولنے والا نہیں کہا اور نہ ہی کبھی کسی کے دل نے یہ گواہی دی۔ بس ان کو اپنی انا بہت پیاری تھی جو ان لوگوں کو محسن انسانیت کے خلاف کھڑا کر رہی تھی۔ سب لوگ یہ بھی مانتے تھے کہ وہ اپنے ہر قول میں سچا ہے۔ اس کا پیش کردہ کلام بھی بالکل سچا ہے۔ اس کا کلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام اور دین کی تصدیق اور توثیق ہے۔

اپنی زندگی اور کردار کو دلیل کے طور پر پیش کرنے کی ہمت تو صرف وہی انسان کر سکتا ہے جس کو اپنی زندگی اور کردار پر کلی اعتماد ہو اور وہ حقیقت میں سچا بھی ہو۔ خود کو اپنی سچائی پر پورا کا پورا یقین بھی ہو۔ اس کے کردار اور عمل کی کبھی ضمیر نے مخالفت بھی نہ کی ہو بلکہ جس کے قول و عمل سے اپنا ضمیر بالکل مطمئن رہا ہو وہی ایسی دلیل پیش کر سکتا ہے۔ معلم اسلام ﷺ کی تعلیم کے معیار اور

صداقت کی سب سے بڑی اور اہم دلیل تو خود معلم کی سابق زندگی ہی ہے۔ جس کو وہ بطور دلیل پیش کر چکا تھا۔ اس کی تعلیم اور صداقت کی گواہی خود کلام اللہ نے دی۔ یہ وہ دلیل ہے جس سے بھی انکار کھلی حماقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ معلم اسلام ﷺ کے مخاطب اول عرب لوگ ہی تھے۔ ان کی مادری وپدری زبان ہی عربی تھی۔ وہ اپنی قوم اور زبان پر اپنی جان تک قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہنے والی قوم تھے۔ وہ فصیح و بلیغ اہل زبان تھے۔ وہ کلام اللہ کے مصداق اول ٹھہرے۔ وہ کلام اللہ کو بہت اچھی طرح سے سمجھتے بھی تھے۔ قرآن مجید جو کلام اللہ ہے وہ پورا کا پورا حق پر مبنی ہے۔ اس بات کو ماننے والے غیر بھی تھے۔ جب ان غیروں کے کانوں میں کلام اللہ کی آواز آتی تھی تو دل اور زبان بے ساختہ بول اٹھتے تھے کے ماھذا کلام البشر: یہ انسانی کلام نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ کسی انسان کا کلام ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید اسلامی تعلیمات کا سب سے زیادہ اہم اور بنیادی ذریعہ ہے۔ قرآن مجید اسلامی تعلیمات، اسلامی قانون اور خالق کائنات کے احکامات کا ذریعہ ہے۔ اس پر معلم اسلام ﷺ نے خود عمل کر کے اس کی تعلیمات کو عام کرنے کی تعلیم اور ترغیب دی۔

شاگردوں کے سامنے بے پردہ عملی زندگی

دنیا میں سوا لاکھ کے قریب انبیا کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں۔ ان پر ایمان لانے والے بھی بہت زیادہ تعداد میں رہے ہیں۔ ان کے صحابہ اور حواری بھی ان ہی کے شاگرد ہیں۔ دنیا میں دوسرے مذاہب کے بھی بانی گزرے ہیں۔ بڑے بڑے دانا لوگ اور فلاسفر بھی گزرے ہیں، ان کی پیروی کرنے والے بھی لوگ کثیر تعداد میں گزرے ہیں اور موجود ہیں، مگر کسی کی بھی اخلاقی اور عملی زندگی کے بارے میں توثیق سے کہنا مشکل ہے ان کی زندگیوں کے بارے میں جاننے کی کوشش کی جائے تو پتا چلے گا کہ کسی بھی دوسرے نبی، مذہب کے بانی یا فلاسفر کی بھی زندگی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے برابر جامع کمالات نہیں۔ دنیا میں آنے والے دوسرے انبیاء، دوسرے مذاہب کے بانی اور فلاسفروں کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے نہیں، مگر ہمارے رسول کریم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے اس طرح ہے گویا آپ ﷺ خود ہمارے سامنے موجود ہیں۔ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر تو ایسے الزامات اور تہمت لگائی گئیں جو ان کی شان کے خلاف تھے۔ قرآن مجید نے ان پر لگائے گئے بیہودہ الزامات اور تہمتوں سے ان کو پاک اور بری قرار دیا۔ مذاہب کے بانی جن کے مذاہب خاص کر کے چین، ہندوستان اور ایران میں پھیلے ہوئے ہیں، اگر ان کی زندگیوں کے بارے میں پتہ کرنا چاہیں تو سوائے مایوسی کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ بس صرف کچھ سنی سنائی باتیں ہیں جو ان کی طرف منسوب ملیں گیں۔ ان سب کے مقابلے میں اسلام کے اس معلم ﷺ کی زندگی ایسی ہے جس کا ہر ایک عمل، ہر ایک قول اور ہر ایک بات محفوظ ہے۔ اس عظیم معلم ﷺ کی زندگی روز روشن کی طرح آج بھی دنیا کے سامنے عیاں ہے۔ اس بات کا اعتراف اپنوں کے ساتھ غیر بھی کرتے ہیں۔ اس معلم ﷺ نے خود اپنے شاگردوں کو اجازت دے رکھی تھی کہ مجھے جو کام بھی خلوت میں بھی کرتے ہوئے دیکھو یا سنو وہ علی الاعلان دوسروں تک بھی پہنچایا کرو۔ بند کمرے میں سنو یا دیکھو وہ مجموعوں میں بیان کر دیا کرو۔

یہ آپ ﷺ کی شان معلمیت کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے خود ہی اپنے سب شاگردوں کو کھلی اجازت دے رکھی تھی کہ مجھے جیسا بھی کرتے ہوئے دیکھو، جو بھی بولتے ہوئے سنو، جو بھی کسی کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے پاؤ وہ کھلم کھلا بیان کردیا کرو۔ دوسروں کو اس کی خبر کردیا کرو، بعد میں بھی آنے والوں تک میری ہر بات اور ہر عمل کو پہنچادینا۔ یہ تھا اپنی پوری زندگی کو اپنے شاگردوں کے سامنے کھول کر رکھ دینا۔ اس کی نظیر پوری دنیا میں تلاش کرنے سے بھی نہ ملے گی۔ یہ آپ ﷺ کی تعلیمات کے معیار کی ایک مثال ہے۔

اپنی تعلیم پر خود کا عمل

ہمارے آقا ﷺ کی تعلیم کے معیار کو اگر اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ خود جو تعلیم دیا کرتے تھے اس پر اپنا کتنا عمل موجود ہے۔ تو یہ بات بھی مسلم ہے کہ آپ ﷺ کی عملی زندگی کا بھی ہر ایک پہلو آج بھی محفوظ ہے۔ جس کا بھی جی چاہے وہ آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔ اسلام کے معلم ﷺ نے اپنی تعلیمات پر خود عمل کیا۔ ایسا بھی ہرگز نہیں کہ اپنی تعلیمات میں سے صرف کچھ باتوں پر عمل کیا باقی صرف زبانی فرمادیں بلکہ آپ ﷺ کو زندگی میں جس بھی تعلیم پر عمل کرنے کا موقع ملا یا عمل کرنا ممکن ہوا آپ ﷺ نے اس پر عمل کرکے دکھایا۔ دنیا میں بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں، انہوں نے اپنی باتیں پر تاثیر بیانات ہے میں بھی بیان کیں۔ اپنے معتقدین کو نصیحتوں میں بھی سمجھایا، تمثیلیں بیان کیں۔ سابقہ لوگوں کے اعمال کی بھی مثالیں پیش کیں مگر آج تلاش کرنے سے بھی ان کے خود کے عمل کا ثبوت پیش کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انہوں نے بالکل بھی عملی نمونہ پیش نہ کیا ہوگا، اس بات سے کوئی مفر نہیں کہ کچھ باتوں پر عمل بھی ضرور کیا ہوگا مگر ان باتوں کو محفوظ نہ کیا گیا مگر اسلام کے اس عظیم معلم ﷺ کی رفعتِ شان اس حیثیت سے بھی بہت بلند نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات اور نصائح میں جو کچھ بھی کہا اس پر سب سے پہلے عمل کرکے بھی دکھایا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس طعنے سے آپ ﷺ بھی محفوظ نہ رہتے کہ دوسروں کو تو تعلیم دی حکم کیا مگر اس پر خود کوئی عمل نہ کیا۔ جیسے یہودیوں کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا :اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَ تَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ .[11]

ترجمہ: ''تم لوگ دوسرے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کا حکم کرتے ہو اور اس معاملے میں خود کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم لوگ (میری نازل کردہ) کتاب کو پڑھتے بھی ہو، پھر تم لوگ عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟''.

یعنی جو تم دوسروں کو کہتے ہو پہلے اس پر خود بھی تو عمل کرو۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ جو بھی آپ ﷺ کا قول تھا وہی آپ ﷺ کا عمل بھی تھا۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا:
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (۲) کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (۳)[12]

ترجمہ: ''اے وہ لوگ جو ایمان لائے! ایسی بات کیوں کہتے جو تم خود نہیں کرتے ہو۔ یہ بات اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ جو کام تم نہیں کرتے اس کام کا حکم دوسرے لوگوں کو کرو۔''

معلم اسلام ﷺ کی زندگی اور عمل کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہم اسے حضرت حکیم بن افلح نے آکر پوچھا کہ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، حَدِّثِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہمارے نبی کریم کے اخلاق کیا تھے؟ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ '' أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ؟'' کیا تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا؟ ''فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ''[13] قرآن مجید رسول اللہ کے اخلاق ہی ہیں۔

آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید میں الفاظ کی صورت میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت کی عملی صورت قرآن مجید ہی ہے۔ اب قرآن مجید دیکھا جائے تو اس میں کامیاب زندگی کے سب طور طریقے موجود ہیں۔ حسن اخلاق کے احکامات بھی موجود ہیں۔ دنیا و آخرت کی کامیابی کے راز مضمر ہیں۔ مطلب کے حسن اخلاق کا عمدہ ترین مثال قرآن مجید ہے اور قرآن مجید معلم اسلام ﷺ کے اسلامی تعلیمات پر عمل کا ثبوت ہے۔ قرآن مجید پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید میں فرائض پر عمل کرنے کے احکامات ہیں۔ مساکین اور نادار لوگوں کی اعانت کرنے کا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے ان احکامات پر احسن طریقے سے عمل کر کے دکھایا۔ قرآن نے حکم دیا کہ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ آپ ﷺ نے اپنے پڑوسیوں سے مثالی سلوک کر کے عملی نمونہ پیش کیا۔ قرآن مجید میں اپنے دشمن اور قاتل کو معاف کرنے کی نصیحت اور ترغیب دی۔ آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں کو معاف کیا۔ اپنے قریبی رشتے داروں کے قاتلوں کو بھی معاف کیا، حتی کہ خود کو زہر دینے والوں تک کو بھی معاف کر کے عمل کر کے دکھایا۔ آپ ﷺ نے اپنی ذات کی خاطر کبھی بھی کسی سے انتقام تک نہ لیا۔ آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے، تلواریں چلائیں گئیں پھر بھی معاف کیا۔ قرآن مجید نے بوکھوں کو کھلانے کی ترغیب دی، آپ ﷺ نے خود بوکھا رہ کر بھی دوسروں کو کھلایا۔ خود کو اشد ضرورت تھی مگر پھر بھی اپنی چادر کاندھوں سے اتار کر دوسرے کے حوالے کی۔ اس جیسی بہت زیادہ مثالیں آپ ﷺ کی سیرت میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے ہر حکم پر خود عمل کر کے نمونہ پیش کیا۔ آپ ﷺ کے ہر قول پر آپ ﷺ کا عمل موجود ہے۔ آپ ﷺ کے شاگردوں نے آپ ﷺ کے عمل کو بھی اپنے بعد میں آنے والوں تک پہنچایا۔ آپ ﷺ کے شاگردوں کے شاگردوں نے آپ ﷺ کے عمل کو بھی قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے محفوظ کر دیا۔ آج بھی مسلمان اللہ رب العزت کے احکامات، قرآن مجید اور اپنے نبی کریم کے اقوال اور تعلیمات کو پیش کرتے ہیں تو ساتھ میں معلم اسلام کے عمل اور فعل کو بھی پیش کرتے ہیں اور ان سب کی پیروی کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرے لوگ صرف اپنے نبیوں علیہم السلام یا بانی مذاہب یا فلاسفروں کے اقوال اور تعلیمات کو پیش کرتے ہیں مگر معلموں کی عملی زندگی سنا کر اس کی دعوت نہیں دیتے۔ معلم اسلام ﷺ نے جیسے خود عملی نمونہ پیش کیا بلکل اسی

طرح آپ ﷺ کے شاگردوں نے بھی عملی نمونہ پیش کرکے اسلام کی طرف دعوت دی۔ معلم اسلام ﷺ کے عمل کے بارے میں قرآن مجید نے آپ ﷺ ہی کی زبانی آپ ﷺ ہی کے سامنے اس وقت کے لوگوں کے سامنے یہ دعوی کیا: فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ.[14] ترجمہ: میں آپ لوگوں کے بیچ میں اپنی عمر کا ایک عرصہ گزار چکا ہوں، کیا تم لوگ عقل اور سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

جزیرہ عرب کے مشرکین معلم اسلام ﷺ کی سچائی، دیانت اور فضیلت کے منکر نہ تھے۔ سب آپ ﷺ کو امین اور صادق جیسے القاب سے یاد کیا کرتے تھے،[15] حتی کہ آپ ﷺ کا سب سے بڑا دشمن ابو جہل بھی آپ ﷺ کو سچا مانتا تھا۔ مشرکین کو انکار تھا تو یہ کہ آپ ج و باتیں پیش کر رہے ہیں ہم ان کو قبول نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ کی صداقت کی سب سے زیادہ واضح دلیل یہ مذکورہ آیت ہے۔ معلم اسلام ﷺ فرمانے لگے کہ دیکھو میں تم لوگوں کے درمیان کوئی نیا آدمی نہیں آیا بلکہ تم لوگوں کے درمیان میں اپنی زندگی کی ایک مدت گزار چکا ہوں۔ آپ لوگ میری ساری خوبیوں اور حالات سے واقف ہیں۔ میں نے چالیس سال اپنی زندگی کے تم لوگوں کے سامنے گزارے ہیں۔ ان کو سامنے رکھ کر تم میری باتوں پر غور و فکر کرو۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میں کبھی جھوٹ بولتا ہی نہیں۔ اتنے عرصے میں میں نے کبھی انسانی معاملات میں بھی جھوٹ سے کام نہیں لیا تو میں اتنی بڑی بات جھوٹ پر مبنی کیسے کر سکتا ہوں! میں کیسے اللہ رب العزت پر بہتان باندھ سکتا ہوں! میں تم لوگوں کے سامنے صرف قول پیش نہیں کر رہا بلکہ میرے اس قول اور تعلیمات پر میری زندگی کا عملی نمونہ آپ لوگوں کے سامنے ہے۔ یہ آپ ﷺ کی بحیثیت معلم رفعتِ شان کی ایک بہت بڑی دلیل بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنے عمل پر بھی دعوی پیش کر رہے ہیں کہ محض زبان سے تعلیم دے کر اس طرف نہیں بلا رہا مگر اس کے ساتھ ساتھ میری زندگی جو تم لوگوں کے سامنے گذری ہے کا عملی نمونہ بھی تم لوگوں کے سامنے ہے، اس کو بھی پیش کر رہا ہوں۔ اس کو بھی دیکھ لو کہ میں نے خود اس پر عمل کیا ہے اب تم لوگوں کو بھی اس طرف آنے کی دعوت دے رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت جو خالق کائنات ہے وہ فرماتا ہے کہ اے میرے محبوب تیرے اخلاق کا درجہ بہت ہی زیادہ بلند ہے، تیرے اخلاق کی گواہی دیتا ہوں۔ فرمایا: وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (۴)[16] ترجمہ: بیشک تم اخلاق کے اعلی درجے پر فائز ہو۔

اس سے بڑھ کر معلم اسلام ﷺ کی تعلیم کے اعلی معیار کی اور بھلا کیا مثال ہو سکتی ہے، جس کی تعلیم کے معیار اور اخلاق کی بلندی کے عظیم اور اعلی درجے پر ہونے کا دعوی خود خالق کرے۔ چنانچہ فرمایا: ترجمہ: بیشک تم اخلاق کے اعلی درجے پر فائز ہو۔

کمال

ہمارے آقا ﷺ کی تعلیم کا ایک معیار یہ بھی ہے کہ خود کی تعلیم پر تاثیر تھی اور دوسرے لوگوں کو بھی بہرہ مند کرتی تھی۔ معلم ﷺ خود کامل بلکہ اکمل تھا اور دوسرے ناقصوں کو بھی کمال کے درجے پر فائز کرتا تھا۔ وہ خود اخلاقی رذائل سے پاک تھا اور دوسروں

کو بھی رذائل سے پاک و صاف کر دیتا تھا۔ اس تعلیم نے شاگردوں کو ایسا کامل بنایا کہ وہ اپنا سب کچھ اپنے معلم ﷺ پر لٹانا فخر اور سعادت سمجھتے تھے۔ چاہے کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ ہو مگر کبھی پیچھے ہٹنے کا خیال تک نہ لائے۔ اس تعلیم کے کمال کے بارے میں خالق کا فرمان ہے: ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ * وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ[17]

ترجمہ: وہی ہے جس نے انہی امی لوگوں میں سے ایک کو رسول بنا کر بھیجا، جو ان لوگوں کے سامنے اس کی آیتوں کو پڑھ کر سنائے اور ان لوگوں کو پاکیزہ بنائے اور ان لوگوں کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دے۔ جبکہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

معلم اسلام ﷺ نے اپنے شاگردوں کو اپنے اللہ رب العزت کی باتیں کھول کھول کر سنائیں اور سمجھائیں۔ اپنے شاگردوں کا خوب اچھے طریقے سے تزکیہ کیا اور ان کو پاک و صاف بنا کر پارسا بنا ڈالا۔ ان کو کتاب اللہ کی باتیں اور احکام کی تعلیم دی۔ ان کو دانائی کی باتیں سکھائیں۔ یہ معلم اسلام ﷺ کی تعلیم کا معیار تھا کہ اپنے شاگردوں کو اللہ رب العزت کی آیات، احکامات اور باتیں سناتا اور سمجھا تھا، ان کو اپنے فیض سے تزکیہ بھی کر لیا کرتا تھا، ناقصوں کو کامل بناتا تھا، بدکار اور گناہ گار کو نیک بناتا تھا، جو جہل کے اندھیرے میں تھے ان کو علم کی روشنی میں لے آتا تھا، جو علم سے اندھے تھے ان کو بینا کر دیا کرتا تھا، دلوں کی تاریکی بھی ختم کرنے والا تھا، دلوں کو منور کر دیتا تھا۔

معلم اسلام ﷺ نے اپنی 23 سالہ تعلیمی دور کو جب پار کر لیا تو اس وقت تک ایک لاکھ سے بھی زیادہ لوگ آپ ﷺ کی اسلامی اور روحانی تعلیم سے فیض یاب ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت جزیرہ عرب کا اخلاق پست ترین سطح پر تھا مگر جب آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا کارنامہ اختتام پذیر ہونے والا تھا تو اس وقت وہ علاقہ اخلاقیات کی اس حد تک جا پہنچا تھا جہاں تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔

درسگاہ نبوت

دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی طرف نظر ڈالی جائے یا دوسرے مذاہب کے بانیوں کی تعلیم کا جائزہ لیا جائے تو ہر ایک کسی ایک فن یا علم کی تعلیم دیتے نظر آتا ہے یا زیادہ سے زیادہ ایک یا دو علوم و فنون کی تعلیم دیتے نظر آئیگا مگر معلم اسلام حضرت محمد ﷺ کی خود ذات مقدس کو دیکھا جائے تو وہ ایک School of thoughts اور ایک مکمل یونیورسٹی نظر آئے گی۔ جس کی بہت سی فیکلٹیز ہیں۔ ہر فیکلٹی کے کئی ڈپارٹمنٹ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ہر ڈپارٹمنٹ میں بہت سے مضامین نظر آتے ہیں۔ اس ذات مقدس کی درسگاہ سے مختلف عمر کے، مختلف اجناس کے اور مختلف اذہان کے لوگ کسب تعلیم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس درسگاہ سے انسانی اخلاق کی نشو نما ہوتی رہی۔ اس درسگاہ سے شاگرد کامل بنتے رہے۔ یہ ایسے کامل بنے کے دوسروں کو بھی قابل بنانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

انہوں نے اپنی اس صلاحیت کو دوسروں کو کامل بنانے میں صرف بھی کیا۔ معلم اسلام ﷺ کی ذات پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ ذات مقدس ایک کامل انسان، ایک کامل باپ، ایک کامل تاجر، ایک کامل آفیسر، ایک کامل معلم، ایک کامل دوست، ایک کامل شوہر، ایک کامل خانہ دار، ایک کامل منصف، ایک کامل بادشاہ، ایک کامل واعظ، ایک کامل قاضی، ایک کامل مرشد، ایک کامل رہبر، ایک کامل عابد، ایک کامل زاہد، ایک کامل صلہ رحمی کرنے والا، ایک کامل سپہ سالار، ایک کامل داماد اور ایک کامل پیغمبر کی حیثیت سے نظر آتی ہے۔ ایک لاکھ سے زائد لوگ اس ذات مقدس سے تعلیم پا کر کامل بنے تو کامران بھی ہوئے۔ معلم اسلام ﷺ کی درسگاہ مکہ مکرمہ میں شروع ہوئی اور اس درسگاہ میں مختلف طبقات کے لوگ زیر تعلیم رہے۔ یہ درسگاہ انسانی اخلاق کی ترقی کا سرچشمہ ثابت ہوئی۔ یہ درسگاہ پھر مدینہ منورہ میں منتقل ہوئی اس درسگاہ کی بناوٹ دیکھی جائے تو مٹی کی دیواریں، کھجور کے پتوں سے بنائی گئی چھت اور کھجور کے تنوں سے اس کے ستون بنائے گئے ہیں، کوئی فرش نہیں، کوئی ماربل یا ٹائل کا استعمال نہیں، کوئی پلستر یا کلر نہیں، کوئی گارڈر اور ٹی آر یا کوئی آر سی سی کی چھت نہیں، کچا سا مکان ہے بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ایک جھوپڑی سی ہے۔ اس درسگاہ کا نام تھا مسجد نبوی یہ وہ درسگاہ تھی جہاں پر زیر تعلیم لوگ اپنے وقت کے کامل انسان مانے گئے۔ لوگوں کی دلوں پر راج کرتے رہے۔ دشمنوں کے دلوں میں ان کا ایک دبدبہ سا تھا۔ اس درسگاہ کو دیکھتے تو ایک جماعت ان لوگوں کی نظر آتی ہے جو بڑے عقلمند اور حکیم فرمانروا مانے گئے اور اس جماعت میں ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان ذوالنورین اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم جیسے شاگرد شامل ہیں۔ دوسری جماعت میں صاحب تدبیر لوگ نظر آتے ہیں، جن میں طلحہ، سعد بن زبیر، سعد بن معاذ اور معاویہ رضی اللہ عنہم جیسی قدامت شخصیات و سیاستدان شاگرد کے روپ میں نظر آتی ہیں۔ ہر طرف وہ لوگ شاگردوں کے روپ میں دکھتے ہیں جو بعد میں قاضی، قانوندان، زاہد، عابد اور گورنر وغیرہ بنے۔ یہ وہ جماعت تھی جس کے پاس مال و دولت کی بہت زیادہ ہی قلت تھی، حتی کہ کھانے کی بھی پریشانی لاحق ہوتی تھی مگر معلم اسلام نے ان کو اخلاقی تعلیمات اور تعلیمات الہیہ سے مالا مال کر رکھا تھا۔ کبھی بھوک سے نڈھال ہوئے تو کبھی پیاس کی شدت سے تڑپ اٹھے مگر ایمان کی دولت اور اسلامی تعلیمات و اوصاف سے ہمیشہ بھرپور رہے۔ یہ وہ جماعت تھی جن کا دن روزے کی حالت میں اور کسب رزق حلال میں گذرتا اور راتیں نماز، تلاوت قرآن پاک اور ذکر و اذکار میں ہی گذرتی تھیں۔ کھانے، پینے، کپڑے اور ہتھیاروں کی بھی سخت قلت تھی۔ ہر وقت لڑائی اور جنگ کا خطرہ بھی رہتا تھا۔ کئی جنگیں لڑی بھی گئیں۔ اپنوں کو اپنے سامنے قتل ہوئے دیکھا، زخموں سے چور اپنوں کو تڑپتے ہوئے بھی دیکھا، بھوک اور پیاس کی شدت سے اپنے بچوں کو بلکتے ہوئے بھی دیکھا مگر ان شاگردوں نے دنیا کو ثابت کر کے دکھایا کہ معلم اسلام ﷺ نے ایسا درس دیا کہ سب کچھ قربان کر دیں گے، ہر تکلیف اور درد برداشت کر لیں گے مگر نبوت کے در کو چھوڑ نہیں سکتے۔ یہ وہ عظیم جماعت تیار ہوئی کہ دنیا آج بھی ان کے کردار اور اخلاق کی گرویدہ ہے۔ اس تعلیم ہی کا اثر تھا جو شاگرد اتنی سختیاں برداشت کرتے مگر کبھی اف تک نہ کرتے تھے۔ اس درسگاہ نے انمول ہیرے پیدا کیے۔ اس درسگاہ کے شاگردوں کو دیکھا

جائے تو ان میں ابوذر بھی ہے، ان میں سلمان بھی ہے اور ابو درداء بھی ہے رضی اللہ عنہم۔ یہ خرقہ پوش شاگرد ہیں جو مسیح اسلام مانے گئے۔ کہیں اصحاب صفہ ہیں، جو جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچتے ہیں اور اپنا گذر سفر کرتے ہیں، دن ورات در نبوت پر دوزانو ہو کر بیٹھے رہتے ہیں کہ کسب علم و فیض ہو سکے۔ حضرت علی المرتضی، حضرت عائشہ صدیقہ، ابن عباس، ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وہ شاگرد ہیں جنہوں نے تحصیل علم کیا اور محدث بنے۔ علم کی خدمت ہی میں رہے۔ علم کی اشاعت ہی اپنا مشغلہ بنا رکھا تھا۔ یہ وہ درسگاہ ہے جہاں بھی نظر دوڑائیں تو کہیں غلاموں کی بھیڑ نظر آتی ہے تو کہیں آقاؤں کی محفل سجی ہوئی دکھتی ہیں، کہیں نادار اور غریب لوگ نشست سجا کر بیٹھے ہیں تو کہیں مالدار اور دولتمند اپنی مجلس لگا کر بیٹھے ہیں سب کے طبقات تو الگ تھے مگر اس درسگاہ سے جڑنے کے بعد ان سب کی ظاہری عزت اور اعزاز بلکل یکساں رہا۔ کوئی غلام اور آقا کی تمیز نہ تھی۔ بڑے اور چھوٹے کا فرق نہ رہا۔ عرب و عجم کا اکرام نہ رہا۔ سب کے سب مساوات میں برابر رہے۔ سب کے سب صداقت کی شمع کے پروانے تھے، ایک ہی شمع کے گرد چکر لگاتے رہے۔ سب کے سینے توحید کی تعلیم سے منور تھے۔ سب کے سب خود کو اللہ رب العزت کا ہی غلام مانتے تھے۔ نبوت کے جان نثار تھے۔ بس ان میں عزت و اعزاز کی تفریق تھی تو وہ بھی صرف اور صرف تقوی اور زہد کی بنا پر تھی ورنہ اس درسگاہ میں سب مساوات کی ایک ہی سطح پر تھے۔

نتائج

1۔ معلم اسلام ﷺ کی تعلیمات نے بندے کو اپنے رب سے جوڑ دیا۔ اس تعلیمات کی بدولت اپنے رب کا فرمانبردار اور پیارا بنا۔

2۔ معلم اسلام ﷺ کی زندگی اور کردار دنیا کے معلموں اور فلاسفروں کے لیے مشعل راہ ہے۔ ان کے طرز پر تعلیم دینے سے بہت بڑی کامیابی اور منزل مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے۔

3۔ معلم اسلام ﷺ کی تعلیمات اور کردار کو سامنے رکھ کر انسان دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

تجاویز

1۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی، کردار اور تعلیمات کو عملی نقطہ نظر سے علمی انداز میں پیش کیا جائے اور مبالغوں سے بچنے کی کوشش کی جائے تاکہ اپنوں کے ساتھ غیر بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی صداقت کو سمجھ سکیں۔ ایسا کرنے سے ان کو یہ بات کرنے کا موقعہ نہیں ملے گا کہ سب کچھ محض ادب و احترام کو ملحوظ رکھ کر محض تعریفات ہی لکھی اور محفوظ کی گئی ہیں۔

2۔ اس امت کے اہل علم حضرات نے سیرت رسول ﷺ پر بہت زیادہ تصانیف کی ہیں۔ ان میں سے اکثر تصانیف تقدس کے جذبے کے تحت تصنیف کی گئی ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ انسانیت کی رہنمائی، ہدایت اور کامیابی کیلئے مبعوث ہوئے ہیں۔ انسانیت کے سب

سے بڑے خیر خواہ تھے۔ ان کی سیرت پر نبوت کے مقاصد کو سامنے رکھ کر تصانیف کی جائیں تاکہ وہ امت کے لئے علمی اور فکری ترقی کا ذریعہ بن سکیں۔

3۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت اور مشن کو بھی علمی انداز میں پیش کیا جائے تاکہ نبی کریم ﷺ تمام انسانوں کے لئے رحمت اللعالمین کا سبب بن سکیں۔

---

[1]. عرفان احمد، سید، انسائیکلوپیڈیا سیرت النبی ﷺ، ص29، زمزم پبلشرز، کراچی 2005۔

[2]. محمد طیب، قاری، مولانا، آفتاب نبوت، طبع اول، ص102، ادارہ اسلامیات، لاہور 1980۔

[3]. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب تفسیر، سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ، حدیث نمبر 3116۔

[4]. عثمانی، شفیع محمد، مفتی، آداب النبی ﷺ، ص13، ادارہ اسلامیات، لاہور

[5]. خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، جلد سوئم، باب صحابہ کرام کے مناقب کا بیان، حدیث نمبر 6018۔

[6]. مظاہری، محمد عبدالرحمن، مولانا، سیرت التابعین، ص5، ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں، دہلی انڈیا 1398ھ۔

[7]. محمد رابع حسنی، مولانا، رہبر انسانیت ﷺ، ص38، دار الرشید، لکھنؤ 2008۔

[8]. جوامع السیرت ﷺ، اشاعت دوم، ص506، حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ کراچی 2009۔

[9]. اختر امام عادل، قاسمی، مولانا، مقام محمود (امتیاز سیرت طیبہ)، ص378، مفتی ظہیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منوراشریف، سمستی پور، بہار انڈیا 2015۔

[10]. سورۃ الیونس 10، آیت 16۔

[11]. سورۃ البقرۃ 2، آیت 44۔

[12]. سورۃ الصف 61، آیت 3،2۔

[13]. ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، جلد دوم، باب تہجد میں بلند آواز سے قرآت کا بیان، حدیث نمبر 1342۔

[14]. سورۃ الیونس 10، آیت 16۔

[15]. خلیق احمد، مفتی، سیرت النبی ﷺ، طبع اول، ص 70، عجمان، متحدہ عرب امارات 2014۔

[16]. سورۃ القلم 68، آیت 4۔

[17]. سورۃ الجمعۃ 62، آیت 2۔